Religious Influences in the Poetry of Shorish Kashmeri

شورش کاشمیری کی نظم پر اسلام کے اثرات

Dr.Shamaila Mushtaq Ahmad[*1]
Lecturer, Govt. Graduate Women's College, Chiniot.
Dr.Rahat Nasreen*[2]
Visiting Lecturer, Department of Urdu, University of Education, Faisalabad Campus ,Faisalabad
Shagufta Bibi[*3]
Lecturer, Govt. Graduate Women's College, Chiniot

1* ڈاکٹر شمائلہ مشتاق احمد
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ وویمن کالج، چنیوٹ
*2 ڈاکٹر راحت نسرین
وزٹنگ لیکچرار، شعبہ اردو، ایجوکیشن یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس، فیصل آباد
*3 شگفتہ بی بی
لیکچرار، گورنمنٹ گریجویٹ وویمن کالج، چنیوٹ

Correspondance: mrsnaeem828@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 22-01-2025
Accepted:25-03-2025
Online:28-03-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an

ABSTRACT: Urdu poetry has a rich history of religious literature, and Shorish Kashmiri is a distinguished name in this tradition. His poetry is characterized by a diverse range of themes, a beautiful style, and a soft yet impactful tone. While he experimented with various genres of poetry, he is particularly renowned for his poems. Religious themes are deeply embedded in his poetry, reflecting his love and devotion to his country, Islamic occasions and the Prophet (PBUH), and his family. The influence of Islam is evident across all his poetic genres. His entire body of work is immersed in an Islamic environment, with symbolism, metaphors, and similes that convey deeper religious meanings.

This article aims to explore these poetic influences in Shorish Kashmiri's works, shedding light on the religious essence that defines his poetry.

KEYWORDS: Influence, Distinguished, Geners, Divers, Mataphorical, Literature, Poetry, Shoorish Kashmiri, Islamic , Pagons

access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

شورش کاشمیری، عبدالکریم نام اور شورش تخلص کرتے تھے جو ان کا نام ہی بن چکا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک باقاعدہ تعلیم پائی۔ مگر بچپن ہی سے مزاج میں آزادروی کو بہت دخل تھا اس لیے تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے، تاہم ابتدائی عمر سے ہی ادبی کتب کے مطالعے کا شوق جنون کی حد تک بڑھا ہوا تھا۔ بچپن ہی سے شعر و شاعری کا ذوق پیدا ہوا۔ ابتدا میں مولانا تاجور نجیب آبادی سے مشورہ سخن اور بعد ازاں مولانا ظفر علی خان سے مشورہ کرتے رہے لیکن باقاعدہ طور پر کسی کی شاگردی اختیار نہ کی۔ مزاج کی افتاد نے شورش صاحب کو سیاست کے میدان خاردار میں لا کھڑا کیا۔ شورش صاحب کی سیاسی زندگی کی ابتدا مسجد شہید گنج سے شروع ہوئی اس کے بعد سیاست شورش صاحب کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بن گئی عمر کے دس سال جیل میں بسر کیے۔ سیاسی زندگی میں شورش صاحب کو حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب کی صحبت میسر آئی جس نے ان کی نثر و نظم پر ہی نہیں بلکہ ساری زندگی پر ظفر علی خاں کو غالب کر دیا۔ مولانا چراغ حسن حسرت مرحوم نے ان کی کتاب "گفتنی و ناگفتنی کے دیباچے میں صحیح لکھا ہے کہ:

''شورش کاشمیری مولانا ظفر علی خاں کے صحیح متبع ہیں۔''(۱)

شورش نظم گو شاعر ہیں ۔ وہ نظم کے مزاج سے خوب واقف ہیں۔ ان کی نظم میں مذہبی رنگ نمایاں ہے۔ انھوں نے بے شمار نظمیں، عیدین، محرم اور عید میلادالنبی ﷺ پر لکھی۔ عید الفطر کے حوالے سے لکھی گئی نظموں میں ہلالِ عید، عید آئی ہے، سہیلیوں کی عید، عید آرہی ہے، جشنِ عید، عیدی (سجادہ نشین بے مہار شریف کی نذر)، نشاطِ عید، عیدی، عید آگئی اور عید کے عنوان سے ہیں۔ عید چوں کہ مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن ہے اردو کی روایتی شاعری میں ہر شاعر نے اپنے انداز سے اس خوشی کے دن کو اپنے لفظوں میں پیش کیا ہے۔ نظم ''ہلالِ عید'' جو کہ آٹھ بند پر مشتمل ہے اس میں شورش کاشمیری اپنے خیالات کا اظہار نہایت دلکش انداز میں کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ دیکھتی ہے مہِ نو کو مست آنکھوں سے
اٹھے ہوئے ہیں دعاؤں کو ہاتھ سینے تک(۲)

اس نظم میں عید کے چاند کو دیکھ کر مسلمان جس خوشگوار مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کی ترجمانی شورش کی نظم ''ہلال عید'' میں موجود ہے۔ عید کے چاند کو دیکھ کر دعاؤں کے لیے جو ہاتھ اٹھتے ہیں اور اس کے بعد حسین اور

خوبصورت لڑکیاں عید کے چاند کو دیکھنے کے بعد اپنے ہاتھوں پر مہندی رچاتی ہیں۔ عید کے دن کی آمد کی خوشی کا بھرپور انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی نظم ”عید آئی ہے“ میں انداز بالکل منفرد ہے۔ یوں بیان کرتے ہیں:

کملا بولی یہ سکینہ سے کہ ”عید آئی ہے“
سن کر یہ روئے سکینہ پہ ملال آ ہی گیا
یک گم گشتہ زمانے کی خلش جاگ اٹھی
اپنے ماں باپ کی شفقت کا خیال آ ہی گیا(۳)

یہ نظم چھ بند پر مشتمل ہے جس میں پرانی یادوں کا تذکرہ ہے جو عید کے آنے پر ماں باپ اور بہنوں سے دوری کا ذکر ہے۔ ایک ایسی لڑکی کی یاد جو کہ شادی کے بعد اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے دور ہے وہ اپنی دوری کے اس احساس کو عید کے آنے پر یاد کرتی ہے شورش کا طرزِ اسلوب بہت سادہ اور رواں ہے۔ وہ اپنی بات کو مشکل تشبیہات و استعارات میں نہیں ڈھالتے بلکہ سیدھے سادے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ نظم ”سہیلیوں کی عید“ میں بیان کرتے ہیں:

سہیلیوں کے نغمہ ہائے دل کشا چہک اٹھے
ہوائے نوبہار سے سمن کدے مہک اٹھے(۱۵)

اور آخر میں دعائیہ انداز میں کہتے ہیں:

خدا کرے کہ حادثوں کے قہر سے بچی رہیں
یہ ہرنیاں شکاریوں کے زہر سے بچی رہیں(۴)

ایک اور ”نظم عید آ رہی“ میں اداسی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ایسی لڑکی جو کہ چھ برس سے اپنے گاؤں سے احباب اور عزیز و اقارب سے دور ہے۔ اس لڑکی کے اُداسی بھرے جذبات کی بھرپور منظر کشی اس نظم کی خوب صورتی کو دوبالا کر رہی ہے۔ نمونے کے طور پر چند اشعار درج ذیل ہیں:

فضاؤں پر اداسی چھا رہی ہے
عزیزوں کی خلش تڑپا رہی ہے
ہجومِ یاس سے گھبرا رہی ہے
سکینہ آہ بنتی جا رہی ہے

پرائے دیس میں عید آ رہی ہے(۵)

عید ایسا موقع ہے جس پر تمام لوگ رشتہ دار، ہمسائے، دور دراز کے رہنے والے بہن بھائی آپس میں ملتے ہیں اور اس خوشی کے دن کو بھرپور طریقے سے منایا جاتا ہے لیکن جب یہی عید کا دن اپنوں سے دور پردیس میں آ جائے تو اس کو اکیلے گزارنا مشکل ہے۔ اس بارے میں شورش کاشمیری نے دل سے غمگیں و اداس ہونے کی مکمل عکاسی کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی نظم ''جشنِ عید'' میں مزید بیان کرتے ہیں:

ان دوستوں سے کوئی توقع نہ تھی نہ ہے جن دوستوں کا درد بٹاتا رہا ہوں میں
اس کش مکش میں جب کوئی اُفتاد آ پڑی یاران ہم نشیں کو بلاتا رہا ہوں میں
نکلا ہے چاند نغمۂ زنجیرِ پا کے ساتھ زندان میں جشنِ عید مناتا رہا ہوں میں
دل میں خراش، آنکھ میں آنسو، لبوں پہ آہ پھر بھی دعا کو ہاتھ، اُٹھاتا رہا ہوں میں(۶)

شورش نے عمر کے دس سال جیل میں بسر کیے در حقیقت وہ ایک شاعر ہیں مگر سیاست میں پڑ کر وہ شاعر کی بجائے خطیب اور صحافی زیادہ نظر آتے ہیں وہ ایک بے باک خطیب کی حیثیت سے مجمع پر چھا جاتے ہیں اور اثر انداز ہوتے بھی نظر آتے ہیں لیکن جشنِ عید نظم میں ان کا لہجہ پُر تاثیر اور غمگیں ہے جب وہ قید کے دوران اپنے دوستوں کو نہایت رنج و الم میں یاد کر رہے ہیں ان کی نظم عیدی ''یہی تیرا نصیب ہے یہی تیرا کمال ہے'' جو کہ سجادہ نشین بے مہار شریف کی نذر میں لکھی تھیں اس میں وہ انتہائی بے باک اور پر جوش انداز میں اپنے خیالات کو یوں پیش کرتے ہیں:

یہی تیرا نصیب ہے یہی تیرا کمال ہے
جہاں جہاں سے مل سکے حرام مال کھائے جا
مجاورانہ سلسلوں کے حجرہ ہائے شوق میں
قلندروں کی سر برہنہ ٹولیاں نچائے جا
بڑی عجیب قوم ہے بڑی غریب قوم ہے
اسی کی جیب کاٹ کر صنم کدے بسائے جا(۷)

لیکن اس کے برعکس اسی عنوان سے نظم ''عیدی'' میں ان کا انداز اپنے دوستوں کے بارے میں بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

میں اپنے دوستوں کو عید پر بھیجوں تو کیا بھیجوں
خدا توفیق دے ہدیۂ مہر و وفا بھیجوں
لڑکپن کی رسیلی داستانوں کے لبادے میں
حدیث شوق نقد و آرزو ، آہِ رسا بھیجوں
جوانی کے شگفتہ ولولوں کا تذکرہ لکھ کر
طبیعت کا تقاضا ہے دلِ درد آشنا بھیجوں(۸)

مذہب اسلام میں عید ایسا تہوار ہے جس پر تحفے تحائف دے کر آپس کی محبت کو بڑھایا جاتا ہے لیکن شورش عیدی میں دوستوں کو تحفے کے طور پر محبت اور وفا بھیجنا چاہتے ہیں شورش کی نظم ''عید آگئی ہے''میں وہ حضورِ پاک ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں مسلمان حضرت محمد ﷺ کی پرستش نہیں کرتے بلکہ ان کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ایک سچا نبی مانتے ہیں جو کہ ایک اللہ کا پیغام لے کر پوری انسانیت (دنیا) کے لیے آئے ہیں اس لیے مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد ﷺ اس کے سچے رسول ﷺ ہیں نظم ''عید آگئی ہے'' کے تمام اشعار حرم شریف میں لکھے گئے اور سرزمینِ عرب پر عید کا چاند آسمان کے ماتھے پر جس شان و شوکت سے نظر آیا اس کی مکمل منظر نگاری شورش کی اس نظم کا خاصہ ہے۔ نمونے کے طور پر اشعار درج ذیل ہیں:

میرِ امم کا لطف و کرم لازوال ہے
عید آ گئی فلک کی جبیں پر ہلال ہے
میرا سلام آلِ محمد پہ روز و شب
حی علی الفلاح کی صدا لازوال ہے(۹)

نظم کے آخر میں نہایت عقیدت مندانہ انداز سے کہتے ہیں:

شورش کھڑا ہوں تربتِ بنتِ رسولؐ پر
یہ کیا مقام ہے طبیعت نڈھال ہے(۱۰)

شورش ؔنے بھی اُردو زبان کے دوسرے شعرا کی طرح اسلام کے مذہبی تہواروں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ نظم ''عید'' میں خوشی کے دن کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اے مسلمانو! مبارک ہو سر و سامانِ عید
عرشِ اعظم سے کیا جبرئیل نے اعلانِ عید
خواجہ کونینؐ کی امت کے سب طاقت گزار
سرخرو ہیں باندھ کر اللہ سے پیمانِ عید(۱۱)

شورش نے ”عید“ کو خاص طور پر اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ عید کے عنوان سے ایک اور جگہ نظم ”عید“ میں کچھ یوں کہتے ہیں:

عید ہے دینِ پیمبرؐ کے نگہبانوں کی عید
اک خدا کے ماننے والے مسلمانوں کی عید
جن کے دلوں میں فروزاں عشقِ ناموسِ رسولؐ
لشکرِ دین ہدی کے ان حدی خوانوں کی عید
ارمغانِ ربِ کعبہ روزہ داروں کے لیے
دعوت و تذکیر پیغمبرؐ کے دیوانوں کی عید(۱۲)

لیکن اسی نظم کے آخر میں پھر سے جیل میں بسر کیے ہوئے دس سالوں کا ذکر کرتے ہیں:

نوجوانی کے زمانہ میں مسلسل دس برس
کیا لکھوں کیسے گزاری میں نے زندانوں میں عید(۱۳)

قیامِ پاکستان کے بعد کے شعرا میں شورش کاشمیری مذہبی تہوار بالخصوص عید الفطر کے حوالے سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے منفرد انداز اور مختلف طریقے سے عید کی آمد کو پیش کیا ہے۔ جس میں عید کے آنے، عید کا چاند نکلنے، عید کے دن اور عید پر دیئے جانے والے تحائف کا ذکر نہایت دلچسپ انداز سے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مذہبی شاعری میں شورش کاشمیری کا نام محرم الحرام کے حوالے سے بھی سر فہرست ہے۔ ان کے فن کا یہ تنوع شاعری سے ان کے فطری لگاؤ کی نظیر ہے۔ اس نظم ”حسینؓ کربلا میں“ کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اک آفتاب عرش ہے غبار میں اٹا ہوا
حسینؓ ہے یزیدیوں کے سامنے ڈٹا ہوا
منعف ”خلافِ یزید“ سے میں کیا کہوں

کہ دل ہے اس کا خوفِ ذوالجلال سے ہٹا ہوا(۱۴)

واقعہ کربلا سے متعلقہ ان کی نظموں کے عنوانات کچھ یوں ہیں: ''حسینؓ ابن علیؓ''، ''حسین کربلا میں''، ''شہیدانِ ختمِ نبوت''، ''جہادِ حسینؓ'' اور ''حسینؓ'' کے عنوان کو بہت جگہ پر بار بار دہرایا گیا ہے۔ شورش نظم ''حسینؓ ابنِ علیؓ'' میں حضرت امام حسینؓ سے محبت کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کون ناموسِ رسالت کا نگہباں ہو گیا
کس کا سر نیزے کو پہنچا کون قربان ہو گیا
کس کے آنسو چہرہ نوروز کی رونق بنے
کس کا خون اسلام کی صبح درخشاں ہو گیا(۱۵)

حضرت امام حسینؓ نے اسلام کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے قیامت تک کے لیے اسلام کو زندہ کر دیا ہے۔ شورش نظم ''حسینؓ'' میں اپنے خیالات کو یوں پیش کرتے ہیں:

عشرہ ماہ محرم ذکر و اذکار حسینؓ
دیدہ و دل میں اتر آئے ہیں انوارِ حسینؓ
کیا ڈرا سکتا ہے اس کو خنجر ابن زیاد
مرجع سیرت ہو جس انساں کا ایثار حسینؓ
سعد کی اولاد آ پہنچی ہے نیزے تان کر
آئیے ہم بھی لگائیں آج دربارِ حسینؓ (۱۶)

جہاں شورش کو وطن پاک سے انمٹ محبت تھی، جس کا اظہار انھوں نے جا بہ جا کیا ہے وہاں ان کے دل میں امامِ عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی محبت کا سمندر بھی ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور انھوں نے شہادتِ امام حسینؓ کو لاتعداد نظموں کا موضوع بنایا ہے۔ ایک نظم بعنوان ''حسینؓ'' میں معرکۂ حق و باطل کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں:

خدائے ذوالجلال کی رضا سے ہے بندھا ہوا
حسینؓ ہے یزیدیوں کے سامنے ڈٹا ہوا
میرے خدا کہاں ہے تو؟ حجاب سے نکل کر دیکھ
کہ آلِ بُو تراب کا ہے قافلہ لٹا ہوا(۱۷)

شورش کاشمیری نے عید میلاد النبی ﷺ کے پُر مسرت موقعہ کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ جس میں وہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے والوں کی تعداد کم اور اسلام سے دوری اختیار کرنے والوں کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں۔ ''عید میلاد النبیؐ کے موضوع پر نظم تحریر کرتے ہیں۔ اشعار ملاحظہ کیجیے:

عید میلاد پہ جو کچھ ہوا یاد آیا
جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا
میں نے بروقت کہا تھا کہ یہ ناٹک نہ کرو
اس زمانے میں کسی نے نہ سُنا یاد آیا
اب جو یارانِ سرپل نے دکھایا نخرہ
تو مساجد کو خطیبوں کو عصا یاد آیا(۱۸)

اس نظم کے باقی اشعار کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ خطیبوں اور مولویوں نے خطبہ دینے کا اور وعظ و نصیحت کرنے کا انداز ہی بدل دیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا جب اسلام کے پیروکار نہایت عقیدت سے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منایا کرتے تھے لیکن ایک یہ دور ہے جس میں رقص اور ڈھول کی تھاپ کی دھنیں مولویوں کا انداز بن چکی ہے۔ شورش ''عید میلاد النبی ﷺ نئے موڑ پر'' نظم میں کچھ یوں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

دھن دھنا دھن تاک کی آواز ہے ہر گام پر
یہ تماشا عید میلادالنبیؐ کے نام پر
شہر کے اوباش لڑکے ٹھمریاں گاتے ہوئے
غیرتِ اسلاف حیراں جلوۂ اصنام پر(۱۹)

شورش کاشمیری اردو نظم کے پُر گو اور مقبول عام شاعر ہیں ان کا فن کثیر الجہتی ہے ان کا قلم متنوع مضامین کو قرطاس پر منتقل کرنے کا ہنر رکھتا ہے۔ ان کی شخصیت اور شاعری میں مذہبی اثرات نمایاں ہیں نہ صرف اسلام بلکہ مذاہبِ عالم سے متعلقہ بہت سے مذہبی حوالے ان کی شاعری میں جابہ جا نظر آتے ہیں۔ بالخصوص مذہبی تہواروں سے متعلقہ بے شمار نظمیں ان کے مجموعہ کلام میں موجود ہیں جو ان کے اسلام اور مذاہبِ عالم سے متعلقہ معلومات و تصورات کا احاطہ کرتی ہیں۔

حوالہ جات

1۔ شورش کاشمیری، کلیاتِ شورش، لاہور: مکتبہ چٹان، اشاعت اوّل، جنوری ۱۹۹۶ء، ص: ۱۸۷

2۔ ایضاً، ص:۲۲۲

3۔ ایضاً، ص:۲۳۸

4۔ ایضاً، ص:۳۳۱

5۔ ایضاً، ص:۷۹۹

6۔ ایضاً، ص:۸۱۶

7۔ ایضاً، ص:۸۷۷

8۔ ایضاً، ص:۱۱۲۶

9۔ ایضاً ، ص:۱۶۵۶

10۔ ایضاً ، ص:۶۵

11۔ ایضاً، ص:۱۵۴

12۔ ایضاً ، ص:۱۶۵

13۔ ایضاً ، ص:۱۳۲

14۔ ایضاً، ص:۵۵۱

15۔ ایضاً، ص:۷۹

16۔ ایضاً ، ص:۵۲۲

17۔ ایضاً ، ص:۶۶۵

18۔ ایضاً، ص:۷۵

19۔ ایضاً، ص:۸۸